موعظت و ذکریٰ

وحدت ملیہ اسلامیہ

از جناب قاضی زین العابدین صاحب سجاد میرٹھی

نورِ اسلام کی ضیا گستری سے پہلے دنیا اختلاف و افتراق کی اندھیریوں میں گھری ہوئی تھی اختلافات کے ہزاروں خنجر تھے جنھوں نے انسانیت کبریٰ کے ایک ایک عضو کو پارہ پارہ کر دیا تھا، ملک و قوم کا اختلاف تھا، رنگ و نسل کا اختلاف تھا، زبان و بیان کا اختلاف تھا پھر اختلاف کے ان بڑے دائروں میں چھوٹے دائرے تھے، وضیع و شریف کا اختلاف تھا، قوی و ضعیف کا اختلاف تھا، غلام و آقا کا اختلاف تھا، عالم و عامی کا اختلاف تھا، مرد و عورت کا اختلاف تھا۔ غرض "وحدت انسانیت" کا ایک خاندان سیکڑوں ٹولیوں میں تقسیم ہو چکا تھا اور ہر ٹولی دوسری ٹولی کے مقابلہ میں خنجر بکف تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاران کی چوٹیوں پر کھڑے ہو کر یہ پیغامِ خداوندی تمام عالم میں نشر فرما دیا۔

وَاِنَّ ھٰذِہٖ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّاَنَا رَبُّکُمْ فَاتَّقُوْنِ

اور اے انسانو! دیکھو یہ تمہاری جماعت فی الحقیقت ایک ہی جماعت ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں اپس میری عبودیت کی راہ میں تم سب ایک ہو جاؤ اور) نافرمانی سے بچو!

وحدت ملیہ کا ایک گھرانا

حضور پُرنور صلعم نے ان تمام چھوٹے چھوٹے امتیازات کی جڑ کاٹ کر پھینک دی، جو انسانوں کے ہاتھوں کی پیداوار تھے اور صرف ایک رشتہ میں تمام کائنات کو جکڑ دیا اور وہ رشتہ ہے "وحدت ملیہ اسلامیہ"۔۔۔ "وحدت ملیہ اسلامیہ" کے

اس خدائی گھرانے کے سرپرست یا باپ، سرکارِ نامدار صلعم قرار پائے، آپ کی ازواجِ مطہرات مائیں ٹھہریں، اور تمام کلمہ توحید کے پڑھنے والے ارکانِ خاندان اور بھائی بھائی۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ	نبی (صلعم) مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ شفقت کرنے
وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ	والے ہیں اور آپ کی بیبیاں مومنین کی مائیں ہیں
انما انا لکم بمنزلة الوالد اُعلمکم	حقیقت یہ ہے کہ میں تمہارے لئے والد کی جگہ ہوں کہ تمہیں دین کی
(حدیث)	تعلیم دیتا ہوں۔
انا جدّ کل تقی (حدیث)	میں ہر مردِ پرہیزگار کا دادا ہوں
اِنَّمَا المومنون اِخْوَةٌ	درحقیقت تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

پھر اس خدائی گھرانے میں نہ ملک و قوم کی تفریق تھی، نہ وضیع و شریف کی تفریق تھی، نہ امیر و غریب کی تفریق تھی، نہ غلام و آقا کی تفریق تھی۔

لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاحمر	عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ سرخ رنگ والے
علی اسود (حدیث)	کو سیاہ رنگ والے پر۔
فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ	اور جب قیامت کے دن صور پھونکا جائیگا تو ان کے نسب
بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ۝	کام نہ آئیں گے اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔
اِخوانکم خولکم جعلھم اللّٰہ	تمہارے غلام (دراصل) تمہارے بھائی ہیں جنہیں خدا نے
تحت ایدیکم	تمہارے سپرد کر دیا ہے۔

مساوات کا انتہائی معیار ملاحظہ ہو کہ اس خاندان کا سرپرست اعلیٰ، خود اپنی ذات کو بھی امتیازی حیثیت دینا پسند نہیں فرماتا وفد "بنی عامر" جب سرکارِ نامدار کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان میں سے کسی شخص نے فرطِ محبت سے عرض کیا انت سیّدنا (آپ ہمارے آقا ہیں) حضور نے ارشاد فرمایا السیّد اللّٰہ تبارک وتعالےٰ

(آقا تو خداوند تبارک و تعالیٰ ہے) اس پر وفد والوں نے عرض کیا افضلنا واعظمنا طولا (ہمارے بزرگ و برتر مرتبہ کے لحاظ سے) آپ نے جواب دیا قولوا بقولکم او بعض قولکم ولا یستجرینکم الشیطان (ہاں یہ کہہ لو یا اس کا کوئی جزو کہہ لو اور دیکھو تمہیں شیطان اپنا کارندہ نہ بنالے) (محمد المثل الکامل مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۵)

یہ صرف ظاہری انکسار نہ تھا، یہ بناوٹی تواضع نہ تھی، بلکہ خود سرکار نامدار صلعم کی عملی زندگی کے ہر ہر شعبہ میں یہ چیز نمایاں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ "ہجرت مدینہ" کے موقعہ پر جب آپ اپنے رفیق حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ "قیام قبار" میں پہنچے تو لوگوں نے حضرت صدیق اکبرؓ کو پیغمبر خدا سمجھ کر گھیر لیا اور جب مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہوئی تو سب کے ساتھ ساتھ آپ نے بھی سامان تعمیر کی حمل ونقل میں حصہ لیا اور جب "غزوہ احزاب" کے موقعہ پر خندق کھودی جانے لگی تو آپ بھی مزدوروں کی صف میں موجود تھے۔ بہرکیف تفصیل کا موقعہ نہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام چھوٹے اور بڑے اختلافات و امتیازات کے گھروندوں کو مسمار کر کے کائنات عالم کا ایک گھرانا قائم کیا۔ اور ساری دنیا کو اس گھرانے میں برابر کی حیثیت سے شریک ہونیکی دعوت دی آپ نے یہ بھی اعلان فرمادیا کہ "وحدت ملیہ اسلامیہ" کا یہ گھرانا کوئی نیا گھرانا نہیں ہے، بلکہ بدو عالم سے یہ قائم ہے اور خداوند قدوس بار بار اپنے مقدس پیغمبروں کو اس سوسائٹی کی تنظیم (ارگنائزیشن) کے لئے بھیجتا رہا ہے

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصّٰى	اور دیکھو اس نے تمہارے لئے دین کی وہی راہ ٹھہرادی
بِهٖ نُوحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ	ہے جس کی وصیت نوح کو کی گئی تھی اور جس پر چلنے کا حکم
وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَ	ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ (علیہم السلام) کو دیا تھا۔ (ان سب
عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا	کی تعلیم یہی تھی) کہ خدا کا ایک ہی دین قائم رکھو اور اس راہ
فِيْهِ	میں الگ نہ ہو۔

اصول اساسی :۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اسلامی گھرانے کے افراد کے لئے کچھ آداب، یا اس انٹرنیشنل

اسلامک فیڈریشن (International Islamic Federation) کے ممبروں کے لئے کچھ اصول اساسی بھی تجویز فرمائے۔ ان اصول کی تفصیل تو آپ کتب حدیث کے "باب اخلاق و معاشرت" میں ملاحظہ فرمائیں تاہم بطور "مشتے نمونہ از خروارے" چند درج ذیل ہیں:-

(۱) المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا۔ ثم شبک بین اصابعہ

رسول اکرم صلعم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کیلئے ایسا ہے جیسا ایک عمارت کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کئے ہوئے ہے پھر آپ نے (بطور تمثیل) ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں داخل فرمائیں

(۲) المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ۔ ومن کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرے اور نہ کسی اور کو ظلم کرنے دے اور جو مسلمان اپنے بھائی کی حاجت روائی کریگا خداوند تعالی اس کی حاجت روائی کرے گا

(۳) امر بالنصح لکل مسلم

حضور پرنور نے ہر مسلمان کو خیرخواہی حکم دیا ہے۔

(۴) کل المسلم علی المسلم حرام مالہ وعرضہ ودمہ

ایک مسلمان کا مال، آبرو اور خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

(۵) من لعن مومنا فھو کقتلہ ومن قذف مومنا بکفر فھو کقتلہ

جس شخص نے کسی مومن پر لعنت بھیجی تو گویا اس نے اسے قتل کیا اور جس شخص نے کسی مومن پر کفر کا الزام لگایا تو گویا اس نے اسے قتل کیا۔

(۶) الغیبۃ اشد من الزنا

غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے

(۷) من رمی مسلما بشیٔ یرید بہ شینہ حبسہ اللہ علی جسر جھنم حتی یخرج مما قال

جو شخص کسی مسلمان کو بدنام کرنے کے لئے اس پر کوئی تہمت لگائے تو خدا اس شخص کو جہنم کے پل پر قید رکھے گا تاآنکہ وہ اپنی قول کی سزا سے عہدہ برآ ہو۔

(۸) لا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاثۃ	کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین روز سے زیادہ چھوڑے رکھے۔
(۹) وما زاد اللہ عبدا بعفو الا عزا	جس بندہ نے درگزر سے کام لیا ہے خدا نے اس کی عزت ہی بڑھائی ہے۔
تھادوا فان الھدیۃ تذھب الضغائن (تلک عشرۃ کاملۃ)	ایک دوسرے کو تحفے بھیجا کرو کیونکہ تحفہ کینے دور کرتا ہے

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جو درس گاہ نبوت کے پہلے شاگرد تھے، وحدت ملیہ کی ان تعلیمات الہیہ کو آنکھوں پر رکھا، اور دلوں میں جگہ دی۔ چنانچہ ہم خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حضرت اسامہ بن زید کے جلو میں چلتا ہوا دیکھتے ہیں، منبر خلافت پر فاروق اعظمؓ کو الحمد للہ الذی جعل فی المسلمین من یسد اعوجاج عمر کا نعرہ لگاتے ہوئے سنتے ہیں، راتوں کی اندھیریوں میں محتاجوں اور بیواؤں کی خدمتگذاری کرتے پاتے ہیں حضرت بلال حبشی کے انتقال پر الیوم مات سیدنا کہتے سنتے ہیں اور اپنی جانشینی کے لئے "حذیفہ کے غلام سالم" کو یاد کرتے پاتے ہیں اور حضرت علیؓ کو قاضی کی عدالت میں یہودی کے برابر کھڑا ہوا دیکھتے ہیں۔

حیرت انگیز نتائج

اس "دعوت وحدت" کا نتیجہ کیا ہوا؟ دنیا کا ایک عظیم ترین انقلاب، تاریخ کی ایک حیرت انگیز داستان دین الٰہی کا ایک زبردست معجزہ، جسے پڑھ کر غیروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں اور جسے سن کر ان کے منھ کھلے کے کھلے رہ جاتے ہیں۔

ابھی قرن اول ختم نہ ہوا تھا کہ عربوں نے، جو سیکڑوں برس سے روم و ایران کی سلطنتوں کے غلام تھے، ایشیا افریقہ، اور یورپ کو ختم کر ڈالا کرہ ارضی کے بڑے حصہ کو نیر اسلام کی شعاعوں نے جگمگا دیا، اور "وحدت ملیہ اسلامیہ" "حکومت الہیہ عالمیہ" کی صورت میں تبدیل ہوگئی۔ اس حکومت الہیہ کے حدود مشرق میں چین، ترکستان اور سندھ تھے

تو مغرب میں اسپین، پرتگال اور فرانس،

دنیا میں بہت سے فاتح گزرے ہیں، جن کے سامنے انسانیت لرزتی رہی ہے، اور تہذیب نے اپنا سر پیٹ پیٹ لیا ہے۔ چنگیز خاں، نپولین اور اب ہٹلر کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ خود قرآن مجید نے ان کی ذہنیت کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

ان الملوك اذا دخلوا قریة افسدوھا وجعلوا اعزة اھلھا اذلة

بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں اور وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل کر ڈالتے ہیں

لیکن غلامان اسلام کسی ملک میں ملوک بن کر داخل نہیں ہوئے، بلکہ ملائک بن کر گئے۔ جس ملک میں یہ پہنچے فرشتہ بن کر پہنچے، خداوند رحمٰن کا پیام رحمت اس کی مخلوق کو سنایا اور اس ملک کو رحمت و برکت سے لبریز اور تمدن و تہذیب سے معمور کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان فاتحین اسلام نے جس طرف کا رُخ کیا، محبت وعزت کے ساتھ ان کو خوش آمدید کہا گیا۔ کیا یہ تاریخی حقیقت نہیں ہے کہ شام و فلسطین کے نصرانی قبائل نے اپنے ہم مذہب رومیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد کی، مصر کے قبطیوں نے عیسائیوں پر مسلمانوں کو ترجیح دی اندلس کی فتح کے لئے خود وہاں کے عیسائی نوابوں نے مسلمانوں کو دعوت دی اور جزیرہ صقلیہ پر قبضہ کرنے کے لئے خود وہاں کے اسقف اعظم نے مسلمانوں کو پکارا۔

مسلمان فاتحین کا برتاؤ مفتوحین کے ساتھ

مسلمانوں نے اپنے مفتوحین کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا اس کا مفصل جواب تو آپ کو تاریخ اسلام کے صفحات دیں گے جو آج تک متعصب مستشرقین Orientalists کے لئے آئینہ حیرت بنے ہوئے ہیں تاہم چند مثالیں پیش کرنا غیر مناسب نہ ہوگا۔

(۱) عہد فاروقی میں مسلمانوں نے فتوحات شام کے سلسلہ میں حمص کو فتح کیا۔ اور وہاں اپنے انتظامات حکومت

جاری کئے۔ کچھ عرصہ بعد مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ رومی افواج اپنی تیاری مکمل کرنے کے بعد حمص پر حملہ کرکے اسے واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہیں مسلمانوں نے کسی جنگی مصلحت سے حمص کو خالی کرکے دوسری جگہ مقابلہ کرنا چاہا، تو حضرت ابوعبیدہؓ نے جو سپہ سالار افواج اسلامیہ تھے، حکم دیا کہ چونکہ ہم اب حمص کے باشندوں کی حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہیں اس لئے جزیہ کی رقوم جو ہم وصول کرچکے ہیں واپس کردی جائیں، حاکم حمص نے رؤسا رشہر کو بلاکر سپہ سالار کے حکم کی تعمیل کرنا چاہی، تو رؤسا رشہر جو نصاریٰ تھے آبدیدہ ہوگئے اور کہنے لگے۔

اِنّا لفضلکم علی الروم واٰنَ — ہم آپ کو رومیوں پر (جو ہمارے ہم مذہب ہیں) ترجیح

الجزیہ لکم فی عنقنا ولو خرجتم — دیتے ہیں۔ ہم آپ کو جزیہ ادا کرتے رہیں گے خواہ اس وقت

الآن عن مدینتنا — آپ ہمارے شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں۔

(دروس التاریخ العربی مطبوعہ مصر ص۱۰۵)

(۲) حضرت عمرو بن عاصؓ مصر کے گورنر تھے۔ آپ کے صاحبزادہ نے بغیر کسی معقول وجہ کے کسی قبطی کے لڑکے کے چند کوڑے لگا دیئے۔ قبطی سیدھا مدینہ منورہ پہنچا اور دربار خلافت میں شکایت کی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے گورنر مصر اور ان کے لڑکے کو حاضری کا حکم دیا اور اُن سے اس قبطی کے لڑکے پر ظلم کے متعلق جواب طلب کیا گیا۔ گورنر مصر کے صاحبزادہ جب کوئی معقول جواب نہ دے سکے تو آپ نے قبطی کے ہاتھ سے سرِ دربار ان کے کوڑے لگوائے۔ قبطی، گورنر مصر کے سامنے ان کے بیٹے کے کوڑے لگا رہا تھا اور حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے جاتے تھے

یا عمرو متی استعبدتم الناس — اے عمرو بن عاصؓ تم نے لوگوں کو غلام کب سے بنایا حالانکہ

وقد ولدتھم امھاتھم احرارا — ان کی ماؤں نے انھیں آزاد پیدا کیا تھا۔

(احوال الدولۃ العربیہ ج ۲ ص ۳۶ مطبوعہ مصر)

وحدت ملیہ کا انتشار اور مسلمانوں کا زوال۔

افسوس! مسلمانوں کا آفتاب نصف النہار پر پہنچنے کے بعد، بہت جلد زوال پذیر ہونا شروع ہوگیا۔

مسلمانوں کی ترقی و عروج، اور ان کی عظمت و شوکت، کا راز ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ کی عملی تعبیر میں مضمر تھا۔ فارس کا مشہور سردار، "ہرمزان" جب مدینہ منورہ میں پابجولاں آیا تو حضرت عمر فاروق رضؓ نے اس سے کہا ہرمزان! تم نے عہد شکنی کا انجام دیکھا؟ ہرمزان نے جواب دیا "اے عمر، عہد جاہلیت میں خدا نے ہمیں اور تمہیں زور آزمائی کے لئے تنہا چھوڑ دیا تھا تو تم ہمیں مغلوب نہ کر سکے۔ اب خدا تمہارے ساتھ ہے تو تم ہم پر غالب آگئے" حضرت عمرؓ نے فرمایا "بے شک بات تو یہی ہے مگر اس کے کچھ ظاہری اسباب بھی ہیں"

انما غلبتمونا فی الجاھلیۃ باجتماعکم وتفرقنا

تم لوگ عہد جاہلیت میں اپنے اتفاق اور ہمارے اختلاف کی وجہ سے غالب آئے (اور اب صورت برعکس ہے)

(اتمام الوفا للخضری مطبوعہ مصر ص ۱۰۲)

خود قرآن کریم نے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو، نعمت خداوندی، اور اختلاف و افتراق کو آگ سے بھرا ہوا گڑھا قرار دیا تھا اور اس گڑھے سے نجات دینے پر احسان بھی جتایا تھا۔

واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا

اے مسلمانو! اللہ نے تم پر جو فضل کیا ہے اسے یاد کرو۔ تمہارا حال یہ تھا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے۔ پھر اللہ نے تمہارے دلوں کو ملا دیا اور ایسا ہوا کہ تم بھائی بھائی بن گئے اور دیکھو تمہارا یہ حال تھا کہ گویا آگ سے بھرے ہوئے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے لیکن اللہ نے تمہیں اس　　آل عمران

لیکن افسوس! مسلمانوں نے خدا کے اس احسان کو کچھ زیادہ عرصہ یاد نہ رکھا، منافقوں، یہودیوں عیسائیوں اور مجوسیوں کی خفیہ سازشیں کامیاب ہوئیں اور پھر اس آگ کے گڑھے میں گر گئے جس سے خدا نے انہیں نکالا تھا۔

قرآن کریم نے صاف صاف بتا دیا تھا کہ دیکھو:-

ولا تکونوا کالذین تفرقوا و — ان لوگوں کا طریقہ اختیار نہ کرنا جو وحدت ملی کو چھوڑ کر جدا جدا
اختلفوا من بعد ما جاء ھم — ہوگئے اور اختلافات میں پڑ گئے باوجودیکہ ان کے پاس روشن
البینٰت — دلیلیں آچکی تھیں۔

اور یہ بھی تصریح کردی تھی کہ:۔

واولئک لھم عذاب عظیم — یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے عذاب عظیم مقدر ہوچکا ہے

مگر مسلمانوں نے خدا کی اس تنبیہ کو بھلا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تباہی و بربادی، ذلت و نکبت کا جو عذاب عظیم پچھلے لوگوں کے لئے مقدر ہوا تھا ان پر بھی مسلط کر دیا گیا۔

مسلمانوں کی بربادی کے چند مناظر

بات تفصیل طلب ہے، یہ مختصر مضمون اس کی تشریح کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ مختصر یہ ہے کہ بغداد میں جو عروس البلاد تھا، "سنیت و شیعیت" کے نام پر خوں ریز ہنگامے برپا ہوئے مستعصم باللہ خلیفہ بغداد کے وزیر ابن علقمی نے جو شیعہ تھا، تاتاریوں کو بغداد پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ ہلاکو خاں کے وزیر نصیر الدین طوسی نے جو فرقہ باطنیہ سے تعلق رکھتا تھا، ہلاکو خاں کو اس دعوت کے قبول کرنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ۶۵۵ھ میں ہلاکو خاں خدا کا عذاب بن کر "خلافت اسلامیہ" کے مرکز پر نازل ہوا، چالیس روز تک بغداد میں قتل عام ہوتا رہا۔ رفیع الشان محل زمین کے برابر کر دیے گئے، شاندار مسجدیں شہید کی گئیں۔ بلند پایہ مدارس برباد کئے گئے، گراں قدر کتب خانے جلا دیئے گئے اور مسلمانوں کا اس قدر خون بہایا گیا کہ دجلہ کا پانی سرخ ہوگیا۔ قابل عبرت امر یہ ہے کہ ہلاکو کی تلوار نے سنی اور شیعہ میں کوئی امتیاز قائم نہ رکھا اور مستعصم اور ابن علقمی دونوں ایک ساتھ اس کے شکار بنے۔

پھر گلشن اندلس میں خزاں آئی، عربوں کی وہ تلوار جو فرانس کے میدانوں میں، اسلام کا ستارۂ اقبال بن کر چمکی تھی "وحدت ملیہ" کے خرمن پر بجلی بن کر گری۔ مسلمانوں میں آپس میں خون خرابے شروع ہوئے، کبھی مالکی و غیر مالکی کے اختلافات نے قرطبہ کے محلے کے محلے خاکستر کئے، کبھی علما و قائدین کے افتراقات نے مسلمانوں کے خون کی

نہریں بہائیں. کبھی عربی و بربری کے سوال نے ہنگامے برپا کئے، کبھی یمنی، دشامی اور عراقی و حجازی عصبیت نے نے فتنے اٹھائے. اور سب سے زیادہ یہ کہ غدار مسلم امرا نے، اپنی اندرونی مخالفتوں کا انتقام لینے کے لئے عیسائی ریاستوں سے سازشیں کیں اور اپنے بھائیوں کو خود عیسائی بادشاہوں کے ہاتھوں ذبح کرایا. نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا. آٹھ سو سال کی پرشوکت حکومت کے بعد ۸۹۷ھ میں اندلس سے اسلامی حکومت ہی کا نہیں بلکہ مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دیا گیا. اور قصر الحمراء کے کلس پر، جو غرناطہ میں اسلامی سطوت کی آخری نشانی ہے. اسلامی نشان کی بجائے صلیب بلند کر دی گئی.

کیا یہ حسرت کی بات نہیں "کہ خلافت اسلامیہ اندلس" جس کے ایک تاجدار عبدالرحمٰن الناصر کی رضاجوئی اور استمداد کے لئے جان شاہ انگلستان اور قسطنطین شاہ قسطنطنیہ نے اپنی سفارتیں روانہ کیں اور قیمتی تحف و ہدایا نذر گزرانے. اور ملکہ طوطہ شاہ نوار، اور شاہ یون حدود فرانس کے تین عیسائی بادشاہ سربسجود ہوتے ہوئے قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے، وہ مسلمانوں کی بداعمالی سے اس طرح پارہ پارہ ہوئی کہ اس کے آخری بادشاہ کو ٹیونس کے بازاروں میں بھیک مانگنا پڑی، اور آخری مجاہد اسلام "موسیٰ غسانی" کو جب وہ اپنی جان اور اپنے ایمان کو ایک ساتھ بچانے سے قاصر رہا سلام علی الاسلام والعرب کا نعرہ لگا کر دریا میں غرق ہو جانا پڑا.

اب آخر میں، آپ اپنے وطن پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے. شاہانِ اسلام ہند کے جاہ وجلال کی حکایت مجھے سنانے کی ضرورت نہیں. ان کی عظمت و شوکت کے افسانے آپ سربفلک قطب مینار سے پوچھئے. ان کی تہذیب و تمدن کی داستان آپ "تاج محل" کے نقوش میں مطالعہ کیجئے ان کی سیاست و سطوت کی تاریخ آپ دہلی اور آگرہ کے کھنڈروں میں پڑھئے. پھر وہ عظمت و شوکت و جاہ و جلال "سیاست و سطوت، کہاں گئی اور کیونکر گئی. سادات بارہ کون تھے جنھوں نے سلطنت مغلیہ کے رفیع الشان قصر کی اینٹ سے اینٹ بجادی؛ جعفر و صادق کون تھے جن کی شان میں "شاعر مشرق" نے فرمایا ہے ؎

جعفر از بنگال و صادق از دکن ننگِ ملت ننگ دیں ننگِ وطن

اور وہ حکیم کون تھے جنھوں نے سطوت عالمگیری کی قبر کے مجاور کو بھی زہر دے کر چھوڑا ؟

اگر آپ کو ان سوالات کا جواب معلوم نہیں تو میں آپ کو بتاتا ہوں

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے   دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینہ کے داغ سے

اس میں شک نہیں کہ سلطنت اسلامیہ ہند کی قائم مقام حکومت نے مسلمانوں کو برباد کرنے میں کسی قدر فہم و تدبر سے کام لیا اور اندلس کی طرح ہندوستان سے مسلمانوں کا نام و نشان نہیں مٹایا۔ لیکن اگر یہی لیل و نہار رہے تو یہ کام ہم مسلمان خود انجام دے لیں گے۔

آج ہمارے ہر رہنما کا نصب العین یہ ہے کہ وہ اپنی الگ ایک جماعت بنائے اور اپنا ایک الگ جیش قائم کرے ،،کفر،، کی طاقتوں سے ٹکرانے کے لئے نہیں بلکہ دوسری اسلامی جماعتوں سے متصادم ہونے کے لئے۔ آج ہمارے ہر عالم کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنی زبان کی طاقت اور اپنے قلم کی قوت غیر مسلموں کو مسلمان بنانے کی بجائے ، مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے صرف کردے۔ جب ہمارے قائدین اور علمار کی یہ ذہنیت ہو تو بیچارے عوام کا جو کچھ حال ہوگا وہ ظاہر ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج ہماری مسجدیں اکھاڑا بن رہی ہیں اور مجلسیں میدان جنگ اور مسلمان آپس میں ہی ٹکرا ٹکرا کر اپنی طاقت کو ختم کر رہے ہیں۔ شاید اس لئے کہ وہ ہندوستان میں تاریخ اندلس کے آخری ابواب دُہرا سکیں۔